بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید کے الفاظ اور انداز بیان میں تدبر-18

اس عظیم مہینے میں قرآن مجید کے پیارے الفاظ اور خوبصورت انداز بیان پر غور و فکر کا درس جاری ہے۔
آج کی نشست میں قرآن مجید میں قول و عمل کے متعلق صرف ایک آیت کریمہ میں غور و فکر کرتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ ہمارے قول و عمل کی کیا اہمیت ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک اسکی کیا حیثیت ہے؟ جب ہمارا قول و عمل و کردار ہماری پہچان ہے، تو ہمیں کیا کہنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے؟ اور دنیا و آخرت میں اسکا کیا اثر ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ۝١٠﴾ [فاطر: 10]

قول و عمل کی نوعیت (کیسے ہونا چاہیے) سے پہلے اسکی اہمیت بیان فرمائی:

مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا: یعنی ہمارے قول و عمل سے ہماری عزت جڑی ہوئی ہے اور عزت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

پھر فرمایا:

إِلَيْهِ: اسکی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف، یعنی کچھ کہنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ تمہارا یہ قول کس کی طرف جائے گا۔

پھر قول کو بیان کرنے سے پہلے اسکی اہمیت کو بیان کیا ہے اور فرمایا ہے:

يَصۡعَدُ: اوپر جاتا ہے یا بلند ہوتا ہے۔ یعنی ایسا قول ہونا چاہیے جو اوپر جانے کے قابل ہو، اور کہنے والے کے لیے باعث عزت اور ثواب ہو، کیونکہ قول نے تو ہر حال میں اوپر ہی جانا ہے لیکن اس قول کو کہنے والے کے لیے کبھی ذلت اور رسوائی کا سبب نہیں ہونا چاہیے۔

اسی لیے پھر اسی قول کو متعین کر کے فرمایا:

الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ: کلم اور طیب دو لفظ ہیں،

الۡكَلِمُ: یعنی کوئی بھی بات ہو، لیکن:

الطَّيِّبُ: یعنی اچھی ہو اور اچھی بات وہ ہے جو اللہ تعالی کو پسند ہے۔ اور اس میں ہر طیب اور اچھی بات شامل ہے کلمہ توحید سے لیکر ہر ذکر مسنون اور بہترین الفاظ بھی سب شامل ہیں۔

پھر فرمایا:

وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهُ: جب عمل کے بغیر قول کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو طیب ہونے کی یہ شرط بھی بیان فرمائی کہ:

وَالۡعَمَلُ: یعنی عمل کا ہونا لازمی ہے، اور جب عمل کی شرط یہ ہے کہ صالح ہونا چاہیے، فرمایا:

الصَّالِحُ: یعنی جیسے اسکا قول طیب اور اچھا ہے اسکا عمل بھی صالح اور اچھا ہے اور جب صالح کی اساس توحید و سنت پر قائم ہے اسی لیے فرمایا:

يَرۡفَعُهُ: اسے اوپر اٹھاتا ہے؟ عمل کو کون یا کیا اوپر اٹھاتا ہے؟ خوبصورت انداز بیان کی انتہا دیکھیں کہ يَرۡفَعُهُ میں ضمیر مذکر کے لیے ہے اور تینوں کی طرف لوٹا ہے یعنی تینوں ہی اس عمل کو اوپر اٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ، عمل صالح کلم طیب کو، اور کلم طیب عمل صالح کو، بلکہ صالح بھی عمل کو اوپر اٹھاتا ہے، سبحان اللہ۔

اور ان دونوں لفظوں پر غور کریں کہ يَصۡعَدُ اور يَرۡفَعُ کا معنی ایک جیسا کہ لیکن قول کے لیے يَصۡعَدُ اور عمل کے لیے يَرۡفَعُ فرمایا، دونوں میں کیا فرق ہے؟

یہ دونوں فعل ہیں لیکن ان دونوں میں بنیادی فرق موجود ہے۔

يَصْعَدُ: فعل تب استعمال ہوتا ہے جب کوئی چیز خود بخود اوپر جاتی ہے بغیر کسی کے سہارے کے اور اسکے معنے میں مرتبے، شرف یا عزت والی بلندی شامل نہیں ہے۔

اور يَرْفَعُ: فعل تب استعمال ہوتا ہے جب کسی چیز کو اوپر جانے کے لیے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس لفظ کے معنے میں شرف، عزت اور مرتبے کی بلندی بھی شامل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿.... يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾﴾ [المجادلة: 11]

اور قول اور عمل میں یہ فرق ہے کہ:

قول: ہمیشہ خود اوپر جاتا ہے اور فوری طور پر جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾﴾ [ق: 18]

یعنی قول کوئی بھی ہو اچھا یا برا اوپر جانے میں دیر نہیں لگتی۔

لیکن عمل خود اوپر نہیں جاتا جب تک اس کا حق نہ ادا کیا جائے اور شرطیں پوری نہ ہو، اسی لیے عمل کو اوپر اٹھنے کے لیے سہارے کی ضرورت ہے۔ اسی لیے اکثر آیات میں عمل کو صالح کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ(29)الرعد۔

سبحان اللہ۔

اور آخر میں فرمایا:

وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ: یعنی جن کے قول و عمل میں کھوٹ ہے نہ قول طیب ہے اور نہ ہی عمل صالح ہے وہ ان برائیوں کو مکر و فریب سے لوگوں میں پھیلاتے ہیں انکے بڑے انجام کو بیان کیا ہے۔ جو شرک کو توحید کا نام دیکر، بدعت کو سنت کا نام اور اہل حق علماء اور

طالبعموں پر جھوٹے الزامات اور تہمتیں لگا کر خیر خواہی کا نام دیتے ہیں انکی ساری چالیں مکر اور فریب انہیں پر لوٹ کر آتے ہیں اور انکی ہلاکت انکو شعور تک نہیں ہوتا۔اللہ تعالی کی پناہ۔

واللہ أعلى وأعلم

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن مجید کی تلاوت کا حق ادا کرنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی اور صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، توحید اور سنت اور منہج السلف الصالحین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر وبا، فتنے اور شر پسندوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (رمضان اور قرآن-18) سے لیا گیا ہے۔